JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

مشرف عالم ذوقی کے افسانوں پر اکیسویں صدی کی ٹیکنالوجی اور جدید سائنسی اثرات

THE IMPACTS OF THE 21ST CENTURY'S TECHNOLOGY AND MODERN SCIENTIFIC ON MUSHARRAF ALAM ZOOQI'S FICTION

شہمیر احمد ملک
پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور، پنجاب
ڈاکٹر صنم شاکر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور، پنجاب
Shahmir Ahmed Malik
Doctoral Candidate, Department of Urdu, The Islamia University of Bahawalpur, Punjab.
Dr. Sanam Shakir
Assistant Professor, Department of Urdu, The Islamia University of Bahawalpur, Punjab.

Abstract:
In the fictions of Musharraf Alam Zooqi, The tragedy of the 21st Century, civilization, prediction of future problems and changing of Society, the birth of new civilization, TV Culture, promotion of consumer culture, negative effects and problems of technology and globalization, cyberspace as a new Technology, new discoveries of modern science, explanation of serious problems, the negative effects of the extremely burning topic of the Internet of the 21st Century, the use of the Internet to transform and develop the whole world into a global village, the basis of harmful human relationship general chatting on the Internet affecting the new generation and Married lives, having love for other women on the Internet despite love marriage, men's negative thinking and the negative effects of technology and Modern Science have been presented.

Keyword:: Fiction, Technology, Musharraf Alam Zooqi, 21st Century, Problems, Life, Internet, Society, Modern Science.

سائنس اور ٹیکنالوجی نے جہاں انسانی زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے وہیں ادب بھی اس سے متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکا۔ دنیا کے ہر ادب میں وقتاً فوقتاً سائنس اور ٹیکنالوجی کی شمولیت ہوتی رہی ہے۔اردو شاعری اور فکشن میں بھی یہ سلسلہ دور قدیم سے جاری ہے۔میر و غالب کے اشعار، طلسم ہوش ربا اور باغ و بہار جیسی داستانوں میں بھی سائنسی پہلو کو تلاش کیے جاسکتے ہیں۔اردو ادب میں سائنس کی ایجادات اور نظریات وقت کے ساتھ ساتھ شامل ہوتے رہے ہیں۔اردو میں سائنس فکشن کی ابتدا کا سہرا منشی ندیم صہبائی (فیروز پوری) کے سر ہے۔انھوں نے ۱۹۳۰ء میں ایک جاسوسی ناول ''نفلی رئیس'' لکھا جس میں سائنس فکشن کے عناصر موجود تھے۔اس ناول میں ایک سرجن دو عورتوں کے دماغ ایک دوسرے سے تبدیل کرتا ہے۔اس تبدیلی سے قبل ان میں سے ایک عورت پاگل اور دوسری صحت مند ہوتی ہے لیکن آپریشن کے بعد پاگل عورت صحیح الدماغ ہو جاتی ہے جب کہ دوسری عورت پاگل ہو جاتی ہے۔منشی ندیم صہبائی نے یہ ناول اس زمانے میں لکھا جب انسانی اعضا کی منتقلی ایک خواب تھی۔آج بھی جب کہ انسانی گردے، جگر اور دل کی منتقلی ممکن ہو گئی ہے،انسانی دماغ کی منتقلی ایک خواب ہی ہے۔منشی ندیم صہبائی کی یہ ابتدائی تصنیف اپنی جگہ لیکن اردو کے پہلے باقاعدہ اور مکمل سائنس فکشن نگار خان محبوب طرزی تھے ان کے سائنسی فکشن ''قیامت صغری''، ''سفر زہرہ''، ''شہزادی شب

نور‘‘اور’’فولادی تتلی’’، ’’حادثہ’’، ’’مصنوعی چاند’’،اور’’عالم امکاں’’وغیرہ شامل ہیں۔اس کے بعداس سلسلہ میں اظہار اثرکانام اہم ہے جنہوں نےتواتر کےساتھ سائنس فکشن لکھی۔ان کاپہلاسائنس فکشن ناول’’آدھی زندگی’’۱۹۵۵ء میں شائع ہوا۔اس ناول میں ایسے ذی عقل مشینی انسانوں کا ذکرہےجنہیں آج کی اصطلاح میںANDROID HUMANOID ROBOT کہاجاتاہے۔ان کےدوسرےناول’’شعلوں کےانسان’’میں خلائی سفرکی کہانی پیش کی گئی ہے۔ایک اور ناول’’مشینوں کی بغاوت’’میں ایسی ذہین مشینوں کا تصور پیش کیا گیا ہے جو دوسرے سیارے کے لوگوں کے ذریعہ بنائے جانے والےایکSUPER BRAIN (آج کےزمانے کی اصطلاح میںSUPER COMPUTER) کاذکرہےجودنیا میں مٹتی ہوئی ایک نسل کےبارے میں تحقیقات کرتاہے۔

اردو سائنس فکشن کی دنیا کا ایک بڑا نام ابن صفی کا ہے۔۱۹۵۴ء میں پورےبرصغیر میں ان کے جاسوسی ناولوں کی دھوم تھی۔ابنِ صفی کاکوئی بھی ہم عصر ان جیسی بلندی اورسرفرازی حاصل نہ کرسکا۔ان کے۷۰ ناولوں کوسائنس فکشن کےزمرے میں رکھاجاسکتاہے۔دراصل اردو میں جاسوسی سائنس فکشن کی بنیاد ابنِ صفی نےہی رکھی۔ابنِ صفی کے مشہورسائنسی فکشن میں’’موت کی آندھی’’، ’’طوفان کا اغوا’’، ’’پیاساسمندر’’، ’’نیلےپرندے’’، ’’پرچھائیوں کےحملے’’، ’’پاگل کتے’’، ’’ریشوں کی یلغار’’، ’’جنگل کی شہریت’’، ’’تین سنگی’’، ’’دلچسپ حادثہ’’، ’’بےآوازسیارہ’’، ’’روشن ہیولی’’، ’’آتشی بادل’’، ’’تاریک سائے’’، ’’سہ رنگی موت’’اور’’متحرک دھاریاں’’وغیرہ شامل ہیں۔کرشن چندرنےناول’’مشینوں کاشہر’’تصنیف کیا۔اشفاق احمدنےسائنسی افسانے بھی لکھےان کےPUREسائنسی افسانوں کامجموعہ’’طلسم ہوش افزا’’کےنام سےشائع ہوا۔اکرم الہ آبادی نے ناول ’’اسپنک ’’لکھا۔مظہر کلیم نے سینکڑوں ناول لکھےہیں ان کےمشہورناول’’کایا پلٹ’’، ’’وہائٹ شیڈو’’، ’’ای سیٹی(E-CITY)’’، ’’زیروبلاسٹر’’، ’’زندہ سائے’’، ’’کیپٹل ایجنسی’’اور’’مائنڈ بلسٹر’’ہیں۔محمدعادل منہاج نے’’زندہ زمین’’، ’’آٹھواں عجوبہ’’اور’’وقت کامسافر’’ تحریرکیئے۔

رفیع احمدفدائی کےسائنسی افسانوں کامجموعہ’’آدم نئی دنیا میں’’جولائی۲۰۰۴ءمیں منظرعام پرآیا۔ایم۔اے۔راحت نے طویل ناول’’صدیوں کا بیٹا’’لکھا۔سراج انورنے’’خوف ناک جزیرہ’’، ’’کالی دنیا’’، ’’نیلی دنیا’’اور’’غائب مشین’’سائنسی فنتسی ناول لکھے۔ظفر پیامی نے سائنسی ناول’’ستاروں کے قیدی’’لکھا۔اشتیاق احمدنے’’مشینی مخلوق’’لکھا۔ارشدنیاز نےکئی سائنسی افسانےلکھےجن میں’’آتشی مخلوق’’، ’’منزل کی تلاش’’، ’’مائیکرومین’’، ’’سبزسیاہ’’، ’’مردےکی اولاد’’، ’’ای وائرس’’، ’’برفیلا آدمی’’، ’’نظرآتی نہیں منزل’’، ’’آخری سفر’’اور’’برین وار’’وغیرہ شامل ہیں۔آغا اشرف نے مشینی بغاوت کےموضوع کےموضوع پرسائنس فکشن’’باغی کمپیوٹر’’لکھا۔اظہرالحق کےسائنسی افسانے’’کالی روشنی’’، ’’آن لائن ماہنامہ’’اور کائنات’’ لکھے۔

سائنسی فکشن لکھنے والے مصنفین نے موبائل، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ویڈیو کالنگ وغیرہ کےمعمول بننےسےقبل ہی ان سائنسی موضوعات کواپنی تحریروں میں شامل کرلیاتھا۔عصرِ حاضرمیں سامنے آنے والی سائنسی ایجادات میں شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جس کا استعمال ان مصنفین کے افسانوں یاناولوں میں نہ ملتا ہو۔یوں وہ ادب جسے ہمیشہ سے انسان کے لیے تفریح کا ذریعہ سمجھا جاتا رہا،ان ادباء کی بدولت سائنسی علوم کی ترویج کا ذریعہ بن گیا۔اور جدید سائنس کے انسانی زندگی پراثرات بھی اس ادب کی تخلیقات میں مسلسل نظرآتےرہے۔بیسوی صدی کاآغازجہازوں،ریڈیو،ٹیلی ویژن کی ایجادات سےہوا وہیں اکیسویں صدی میں جدیدکمپیوٹر،موبائل فون انٹرنیٹ اورسوشل میڈیا میں فیس بک،ٹوئٹر،فیس بک میسنجر،انسٹاگرام،منی فیس بک،سنیپ چیٹ،انسٹاسٹوریز،ٹک ٹاک،جدیدخلائی جہاز اور دوسری کئی چھوٹی بڑی ایجادات استعمال کی جارہی ہیں۔ٹیکنالوجی جہاں انسانی زندگی اورسماج کے لیے فائدہ مند ثابت ہورہی ہے وہیں اس کےنقصانات بھی ہیں۔ان نقصانات کواردوکےافسانہ نگاروں نےاپنے افسانوں کا موضوع بنایاہےجیسے بشیرملیرکوٹلوی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

کے نیا فسانہ ''آسیب'' میں موجودہ عہد کے سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے منفی اثرات کو پیش کیا ہے۔ مشرف عالم ذوقی نے بھی افسانہ ''صدی کو الوداع کہتے ہوئے'' اور ''واپس لوٹتے ہوئے'' میں جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کو موضوع بنایا ہے۔

جدید ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ کے استعمال نے معاشرے میں بڑی خرابیاں پیدا کردی ہیں ایسے مسائل، جن کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں گیا تھا، اب روز کے اخبار کی سرخی بنتے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے بے حیائی اور فحش معمولات نئی نسلوں کو اخلاق باختہ کررہے ہیں، ٹیکنالوجی اور جدید سائنسی ایجادات نے جہاں مختلف انسانی معاشروں اور گوں نا گوں علوم کو سکیڑ کر ہمارا دامن میں لا رکھا ہے وہیں جدید انسان کے ضمیر کو مارنے اور مردہ کرنے کا کام بھی تیزی سے جاری وساری ہے۔ آج کا ابنِ آدم اپنی تمام تر تہذیب و شائستگی کے ساتھ بعض رویّوں میں اتنا ڈھیٹ بھی ہو چکا ہے کہ اب وہ برائی کو برائی ماننے ہی کو تیار نہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جیسے جیسے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی ہو رہی ہے، ویسے ویسے انسان اخلاقیات، محبت، شفقت، ادب، احترام، انسانیت، شرافت وغیرہ سے روز بروز کنارہ کش ہو کر مشینی دنیا کا حصہ بنتا جارہا ہے۔ نوجوانوں میں آج کل انٹرنیٹ کا استعمال منفی رویوں اور غیر سماجی سرگرمیوں کا سبب بن رہا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنے مسائل کے ہوتے ہوئے کوئی ادیب ان سے متاثر نہ ہو۔ ان حالات میں ہر ادیب کا فرضِ عین ہے کہ وہ اپنے عہد کا آئینہ دار بن کر ان نئے سماجی و معاشرتی انقلابات کو اپنی تخلیقات میں جگہ دے۔

مشرف عالم ذوقی اکیسویں صدی کے ایک بے مثل افسانہ نگار ہیں جہوں نے اردو ادب کی تخلیقی دنیا کو نئی فضاؤں، نئی راہوں اور تازہ کاریوں سے ہمکنار کیا ہے۔ وہ اکیسویں صدی میں سائنس و ٹیکنالوجی کے عطا کردہ ہر الیے اور جدید تہذیب پر جدید رجحانات کے اثرات کی غمازی کرتے ہیں انہوں نے اپنے افسانوں میں اکیسویں صدی کی ٹیکنالوجی اور جدید سائنس کے اُن منفی اثرات کو پیش کیا ہے جن میں انسان کی حیثیت محض ایک کھلونے کی سی رہ گئی ہے۔ انہوں نے افسانوں کی وساطت سے بھولے بھالے لوگوں کو آنکھیں کھلی رکھنے پر زور دیا ہے۔ مشرف عالم ذوقی کی اکیسویں صدی کی اکثر کہانیاں پرانی صدی کو الوداع کہتے ہوئے نئی صدی کا استقبال کرتی ہے۔ ان کہانیوں کے ذریعے مشرف عالم ذوقی نے آنے والی صدی اور اس کے مسائل کی پیش گوئی کی ہے کہ آنے والے وقت میں سماج بدلے گا نئی تہذیب جنم لے گی، ٹی وی کلچر، صارفی کلچر فروغ پائے گا غرض کہ انھوں نے ٹیکنالوجی اور گلوبلائزیشن کے منفی اثرات و مسائل کو عیاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ مشرف عالم ذوقی کے افسانوں کے متعلق ڈاکٹر اسلم جمشید پوری لکھتے ہیں۔

> ''ہمارا یاعلیٰ سوسائٹی کے منہ پر نئی تہذیب کا کرارا طمانچہ ہے ایک طرف ہم صدی کو الوداع کہہ رہے ہیں، تو دوسری طرف نئی صدی کے استقبال میں مگن ہیں۔ چاند، ستاروں کو تسخیر کر رہے ہیں۔ لیکن مغربی تہذیب و کلچر ایک طوفان ہے جو برق رفتاری سے ہمارے سماج پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ جس کی شکار نئی نسل خصوصی طور پر ہو رہی ہے۔ جس کا بھیانک انجام کہانی میں بدرجہ اتم موجود ہے۔''(۱)

سائبر اسپیس نئی نئی ٹیکنالوجی، جدید سائنس کی نئی نئی دریافتوں نے آج کے بچوں کو وقت سے پہلے ہی جوان کردیا ہے۔ اس لئے شاید بچے عمر سے پہلے ہی سب کچھ کر جاتے ہیں۔ پھر یہ دنیا ان کے لیے بدمزہ ہو جاتی ہے۔ افسانوں کے ذریعے مشرف عالم ذوقی ہمیں اس اندھیری سرنگ میں لے جاتے ہیں جہاں عام انسان صرف ایک تماش بین ہے۔ جہاں سائنس اور ٹکنا لوجی کے کارناموں نے نہ صرف بچوں کی چاندنی راتیں چھین لی ہیں بلکہ ان کے سوچنے اور سمجھنے کے پیمانے بھی بدل دیے ہیں۔ مشرف عالم ذوقی نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے بڑے فنکارانہ اور بے باکانہ انداز میں پیش کیا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

مشرف عالم ذوقی کے افسانہ ’’صدی کو الوداع کہتے ہوئے‘‘ کی کہانی انسانی زندگی پر ٹیکنالوجی اور جدید میڈیکل سائنسی اثرات کے مختلف پہلوؤں کو ہمارے سامنے لاتی ہے جس میں و ایک کم سن لڑکی کو انجکشن کے ذریعے وقت سے پہلے جوان کرنے کوشش کی جاتی ہے۔مشرف عالم ذوقی نے اس افسانے کو ایک منفرد انداز میں پیش کیاہے۔کہانی کاموضوع آج کے دور میں راہ پانے والے سائنس اور ٹیکنالوجی کے سنگین مسائل کو واضح کرتا ہے۔کہانی کا آغاز ۳۱ دسمبر کی رات سے ہوتا ہے جب ایک بارہ سالہ لڑکی حاملہ ہونے کا انکشاف کرتی ہے۔یہ بارہ سالہ لڑکی رِیا ہے۔رِیا بچپن کی شرارتوں کے احساس سے دور ہے بلکہ وہ جوانی کا لمس محسوس کرتی ہے،دراصل اس کی ماں رما ہارمونس کے انجکشن دے کراس کو وقت سے پہلے جوان کرنے کی کوشش کرتی ہے۔تا کہ وہ اپنی بیٹی کو ماڈل اور سیلی بریٹی بنانے میں کامیاب ہو سکے۔ریا کا باپ ارجن دینیہ کار اپنی بیوی کو ایسا کرنے سے روکتا ہے تو اس کی بیوی رما کہتی ہے تم ڈرو مت میں جو کچھ بھی کروں گی ریا کے لیے اچھا ہی ہوگا۔اقتباس ملاحظہ ہو۔

’’۔۔۔ہاں،میں اسے جوان کردوں گئی۔۔۔‘‘

’’۔۔۔پاگل ہوگئی ہو۔۔۔‘‘

’’۔۔۔نہیں، میں نے فیصلہ کرلیا ہے۔میں رِیا کو ہارمونس کے انجکشن دلاؤں گی۔۔۔‘‘(۲)

رِیا کاباپ اپنی بیوی کوروکنے میں ناکام ہو کر خاموشی اختیارکرلیتاہے۔اس کاایک دوست نیلا مبرا سے بہلا پھسلا کر گلیمرس دنیا کے خواب دکھاتا ہے۔اس کردارکے ذریعے مشرف عالم ذوقی آج کی برانڈڈ دنیا کے حقائق سامنے لاتے ہیں۔ایسی دنیاجہاں برانڈڈ سگریٹ، شراب اور دوسری نیشلی چیزوں کا استعمال عام ہے اور ہرطرف جدید ریموٹ کلچر افراد ہیں۔مثلاً گھر میں کافی افرد ہیں تو ہر فرد اپنی اپنی مرضی کے مختلف پروگرام الگ الگ چینلوں پہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ایک پروگرام پسند نہ آیا تو ریموٹ کے بٹن سے بدل دیا۔افسانے کا اقتباس ملاحظہ ہو:

’’۔۔۔ذی پسند نہیں آیا تو M.T.V اسپورٹس V.T.V اور ریموٹ تو ہے نا۔۔۔شوہر پسند نہیں آیا
تو شوہر بدل دو۔۔۔بیوی پسند نہیں آئی تو۔۔۔‘‘

’’۔۔۔بچوں کا کا کیاکریں۔۔۔۔۔ریموٹ سے بچے نہیں بدلے جاسکتے؟۔۔۔۔‘‘(۳)

ارجن دیتیہ کارکی مجبوری ہے کہ وہ اس سسٹم کے ساتھ رہنا چاہتا ہے قدم قدم پر اسے رد بھی کرتا لیکن وہ سمجھتا ہے کہ اگر موجودہ دور میں وہ سسٹم کا ساتھ نہ دے تو بھی اندھیراہے۔کہا جا سکتا ہے کہ وہ عصری تقاضوں کاساتھ دینے پر مجبور ہے۔جس سطح پر وہ سسٹم کو منظور کرتا ہے اس ہی مخالفت میں اپنے ضمیر کا قتل کرتاہے دراصل وہ زندگی گزارنے پرمجبورہے اور اس کے کردار میں جدوجہد کی قوت کا فقدان نظر آتا ہے۔وہ اپنی جدوجہد کی عمرمیں ایک رومانی دنیا اور اس کی خوب صورت زندگی کے لیے سوچنے لگتا ہے۔

ارجن دینیہ کار،نیلا مبرکی باتوں میں آتاہے۔وہ ایک باپ ہونے کے باوجود نیلا مبر کی باتوں میں آکر چپ اختیارکرتاہے اور اس کی بیوی رما اپنی خواہشات کی تکمیل میں اس قدر آگے نکل جاتی ہے کہ اسے اپنی بیٹی کی عمر کا بھی کوئی خیال و لحاظ نہیں رہتا جس کے نتیجے میں ان کی کم عمر بیٹی ایک بچے کی ماں بن جاتی ہے۔اس طرح ان کے سارے خواب اور گلیمرس بننے کی چاہت دھری کی دھری رہ جاتی ہے اور وہ جدید میڈیکل سائنسی ایجادات کی وجہ سے نئے نئے مصائب کی شکار ہو جاتی ہے۔موضوع کے لحاظ سے یہ مشرف عالم ذوقی کی کامیاب کہانی مانی جاسکتی ہے۔اس افسانے کے پلاٹ کا تانا بانا ایک ہی گھر کے افراد کے ذریعہ تیار کیا گیا ہے۔نیلا مبر اور گلیمرس دنیا کے نظارے پلاٹ کا حصہ بن کر اس کو مضبوطی عطا کرتے ہیں،کردار بھی سچے معلوم ہوتے ہیں۔مشرف

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

عالم ذوقی نے آج کی حقیقت سے پردہ اُٹھایا ہے کہ کیسے والدین جدید سائنسی ایجادات سے اپنے خواب پورے کرنے کے لئے بچوں کا استعمال کرتے ہیں۔ایک چیخ کیساتھ کچھ ٹوٹنے کی آواز سنائی دیتی ہے ارجن وینیہ کار اور اس کی بیوی رما دروازےکی طرف دوڑتے ہوئے آتے ہیں تو سامنے دروازے پر ریا کھڑی ہوتی ہے۔کپڑے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں آنکھیں سرخ ہوتی ہیں۔افسانے سےاقتباس دیکھیے۔

"۔۔۔چہرے پر ایک عجیب طرح کا تناؤ جو غصہ سے جسما تھا۔ریا بہت زور سے چلائی۔

"کیاجانا چاہتے ہیں آپ لوگ۔۔۔زیادہ تنگ کریں گے تو۔۔۔"(۴)

"ریا کی وہ خونی آنکھیں۔۔۔وہ مضبوط نہیں،وہ بہت کمزور ہیں۔لمحے میں خودکشی جیسے فیصلوں میں زندگی کا مفہوم ڈھونڈنے والے۔شخصی تشدد کے شکار۔۔۔۔"(۵)

والدین نہ صرف بچوں کا بچپن چھین رہے ہیں بلکہ ان کے مستقبل کو تباہ برباد کر رہے ہیں۔اس دوڑ میں صرف محرومی و مایوسی ہی ان کے ہاتھ لگتی ہے۔مشرف عالم ذوقی کا افسانہ"واپس لوٹتے ہوئے"اکیسویں صدی کے بے حد سلگتے ہوئے موضوع انٹرنیٹ کے استعمال سے ہونے والی محبت کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔اس میں فلیش بیک تکنیک کا استعمال ہوا ہے۔حال سے ماضی کی طرف چلے جانا اور پھر حال سے ماضی کا تجزیہ کہانی کو نیا پن عطا کرتا ہے۔کہانی میں پاکستانی لڑکی مہک احمد جو تیئیں برس کی ہے وہ ادھیڑ عمر کے ایک ہندوستانی ادیب سانیال نامی شخص سے جدید ٹیکنالوجی انٹرنیٹ چیٹنگ کے دوران اپنی محبت کا اظہار کرتی ہے۔وہ انٹرنیٹ چیٹنگ پر اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتاتی ہے کہ وہ مہک احمد ہے اس کا تعلق لاہور سے ہے عمر تیئیں برس ہے اوروہ سانیال کی کسی کہانی سے متاثر ہوکر اس سے پیار کرنے لگی ہے۔اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

"۔۔۔ پیار کرنے لگی ہوں تم سے بغیر جانے، بغیر سمجھے۔کیونکہ تمہاری کہانی کا لمس اندر تک محسوس کیا ہے میں نے تمہاری عمر اگر ۸۰ سال کی ہوئی تب بھی پیار کرتی تم سے۔میرا میل مل جائے تو فوراً جواب دینا، اور ہاں یاہو میسینجر میں تمہیں ایڈ کر رہی ہوں۔۔(۶)

حالانکہ سانیال پہلے سے ہی شادی شدہ مرد ہے جس کو تیرہ سال کا ایک بیٹا بھی ہے۔اس کے باوجود بھی مہک عشق میں اس قدر گرفتار ہو جاتی ہے کہ سانیال کے انکارکرنے پر وہ موت کو بھی گلے لگا سکتی ہے۔سانیال کی بیوی ترانہ ان دونوں کے عشق سے واقفیت رکھتی ہے۔وہ جاننا چاہتی ہے کہ برسوں میں ان کے اندر کہاں خلا چھوڑ دیاحقیقت معلوم کرنا چاہتی اور ان کو روکنا بھی نہیں چاہتی کیوں‌کہ سانیال سے ترانہ نے بھی محبت کی تھی۔پہلی سانس سے لے آخری سانس تک۔سانیال بہ مشکل جواب دیتا ہے اور کہتا ہےکہ مہک مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ترانہ اپنی تقدیر پہ کہتی ہے شاید اتنی ہی محبت لکھی تھی۔وہ سمجھتی ہے کی محبت پر جہاں روگ لگ جائے وہاں محبت نہیں خود غرضی بن جاتی ہے۔وہ سانیال کو مہک سے شادی کرنے کی اجازت دیتی ہے۔افسانے کااقتباس دیکھیے۔

"۔۔۔وہ کہتی ہے،وہ انڈیا آجائے گی۔۔۔"

"تو لے آؤ نا"۔۔۔ترانہ نے آہستہ سے میرا ہاتھ تھام لیا۔۔۔لے آؤ مہک کو۔۔۔"

"اور تم۔۔۔"

"ترانہ آہستہ سے ہنسی۔۔۔جانتے ہونا اپنی ترانہ کو۔۔۔بچپن سے بٹوارا کبھی نہیں پسند آیا۔مہک کا ہاتھ تمہارے ہاتھوں میں پکڑا کر چپکے سے نکل جاؤں گی۔۔۔"(۷)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

لیکن سانیال مہک کو انٹرنیٹ پر ہی انکارکردیتاہے۔ایک دن اچانک بہت عرصے کے بعد مہک ایک وفد کے ساتھ ہندوستاں آجاتی ہے اور وہ سب سے پہلے سانیال سے ملنے ان کے گھر چلی جاتی ہے اوراس کی بیوی ترانہ سے سانیال سے ملنے کی اجازت مانگتی ہے۔ترانہ اسے اپنے شوہر سے ملنے کی اجازت دے دیتی ہے۔مہک سانیال کے کمرے میں جا کر اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتی ہے۔مگرسانیال زندگی کی تلخ سچائیوں سے واقف ہے کیونکہ وہ ادھیڑ عمر کا آدمی ہے مہک ایک عورت نہیں بلکہ وہ ایک تیئس سال کی دوشیزہ لڑکی ہے جس کی آنکھیں سانیال کے لیے ہر وقت کاخواب بن جاتی ہیں۔افسانے سے اقتباس ملاحظہ ہو۔

"۔۔۔مہک نے ٹھہر کر پوچھا۔۔۔۔مجھے میرا حق لاؤ۔
جواب میں کہا گیا۔۔۔یہ حق کسی اور کا ہے۔
"نہیں؟"
"حق دوسرے کا ہوتا تو تم یہاں نہیں ہوتے۔بولو،کیوں ہو یہاں تم۔اُس کے پاس کیوں نہیں ہو،جس کے پاس تمہیں ہوناچاہئے۔۔۔"(۸)

سانیال شادی شدہ ہے اس لیے وہ مہک کو روک کر اس کے پروپوزل کو ٹھکرادیتاہے۔مشرف عالم ذوقی کے اس افسانے کا موضوع خاص طورپرانٹرنیٹ کااستعمال ہے۔بے شک انٹرنیٹ کے استعمال سے ساری دنیا گلوبل ولیج میں تبدیل ہوگئی ہے۔گلوبل ولیج کا تصور تو فروغ پارہا ہے لیکن اس سمٹتی دنیا میں انسانی رشتوں کی بنیاد پر کاری ضر میں لگ رہی ہیں۔انٹرنیٹ پر چیٹنگ کرنا آج کے زمانے میں عام سی بات ہوگئی ہے جس سے نئی نسل یعنی آج کل کی لڑکیاں،لڑکےاور ازدواجی زندگیاں متاثر ہورہی ہیں۔مشرف عالم ذوقی افسانے میں ایک ایسے مرد اور عورت کو سامنے لاتے ہیں جس میں ایک تیئس سالہ لڑکی انٹرنیٹ کے ذریعے اپنے معاشرے اور تہذیب کو رد کرتے ہوئے خود سے دوگنی عمر کے ایک مرد کی محبت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔یہ نئی نسل کا المیہ ہے۔اور دوسرا مرد جس نے اپنی بیوی سے من پسند یامحبت کی شادی کی تھی اس کے باوجودبھی وہ دوسری عورتوں سے انٹرنیٹ پر عشق لڑاتا ہے۔شام کےوقت انٹر نیٹ آن کرتے ہی۔افسانے سے اقتباس دیکھیے۔

"۔۔۔مہک احمد آن لائن مل گئی۔۔۔آن لائن ہوتے ہی۔۔۔سب سے پہلے السلام علیکم لکھتی تھی۔پھر الفاظ کا دریائے یوٹوپیا کے دروازے کھول دیتا۔اور اس وقت۔۔۔شاید میں کسی پرستان میں تھا۔۔۔مہک کے لفظ خوشبو بن گئے تھے۔"(۹)

اس کہانی میں مہک کے جذبات و احساسات کومشرف عالم ذوقی نے نئی صدی کا اندازبنا کر پیش کیا ہے۔وہ یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ جب سانیال کی شادی ترانہ سے ہوئی تھی تب انٹر نیٹ نہ تھا اور زندگی سیدھی سادہ تھی۔کہا جا سکتا ہے کہ اس کہانی میں نئی اور پرانی تہذیب کا تقابل بھی موجود ہے۔مشرف عالم ذوقی ایک ایسے افسانہ نگار تھے جو اپنے عہدکے سماجی،تہذیبی،معاشی،مذہبی اورسیاسی موضوعات کے ساتھ ساتھ ٹیکنالوجی اورجدیدسائنسی رجحان پہ دسترس رکھتے تھے انہوں نے اکیسویں صدی کی سائنسی ایجادات کو اپنے افسانوں میں ایک نئے انداز سے پیش کیا اور اکیسویں صدی میں سامنے آنے والے مسائل کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔وہ اپنی کہانیوں میں صارفی تہذیب، عالم کاری (GLOBALIZATION) اورسائنسی ٹیکنالوجی سےپیدا شدہاثرات اور مسائل کو سامنے لاتے ہیں۔ان کی کہانیاں نئی صدی کے مسائل اور نئے چیلنجوں پر محیط ہیں۔خواہ وہ ان کا افسانہ کا تیا ئین بہنیں ہویا صدی کو الوداع کہتے ہوئےیا پھرباپ اور بیٹا یہ بھی کہانیاں منہدم ہوتی ہوئی اس انسانی تہذیب کی بھر پورعکاسی کرتی ہیں۔مشرف عالم ذوقی کی کہانیاں ذات کے کرب سے معاشرتی مسائل تک ایک ایسے آدمی کے احساسات و خیالات کا احاطہ کرتی ہیں

جس نے اپنے عہد کو ماضی کی تابنا کی اور مستقبل کے حسین خوابوں میں ڈھونڈنے کے بجائے آنکھ دیکھی سچائیوں کے ساتھ اپنے ہی عہد میں تلاش کیاہے اور اپنے اس سفر میں عصری تبدیلیوں کے صرف نقائص کو ہی پیشِ نگاہ نہیں رکھا۔

مشرف عالم ذوقی کے افسانوں میں کہانی پن کی خوبی بدرجہ اتم موجود ہے۔ان کی ہر کہانی ایک نئے وژن اور ایک نئی فکر کے ساتھ قارئین کو حیران کر دیتی ہے۔افسانوی مجموعہ بھوکا ایتھوپیا سے لے کر آخری مجموعہ نفرت کےدنوں تک فن اورفکر دونوں لحاظ سے مشرف عالم ذوقی کی ذہانت و ذکاوت کا بیّن ثبوت ہیں۔مشرف عالم ذوقی کے فکشن میں وہ سب کچھ دیکھاجاسکتاہے جس سےآج ہمارامعاشرہ بری طرح متاثر ہورہا ہے۔وہ ہمارے عہدکےمسائل اور مزاج سےمکمل باخبر ہیں۔ان کی نگاہیں حالات و واقعات سے گزرکران اسرار و رموز تک جا پہنچتی ہیں جہاں عام انسان کی نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں۔وہ زندگی کے انفرادی اور اجتماعی مسائل کی ترجمانی ایک منفرد انداز میں کرتے ہیں۔ادب میں دہکتے اورسلگتے موضوعات کی پیشکش کمال نہیں بلکہ ان کی ادبی رنگ و روپ میں پیشکش اہلِ نظر کے سامنے قابل قدر رہے۔

اس مختصر جائزے سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ذوقی کی افسانوی دنیا نہایت وسیع اور بے حد گہری ہیں جسے کاغذ کے چند صفحات پر سمیٹنا بہت مشکل ہے۔ان کے فن پارے موضوعاتی ہیئتی اور تکنیکی غرض ہر اعتبار سے داد و تحسین کے مستحق ہیں۔ہر سطح پرہونے والی بدعنوانیوں، نا انصافیوں، ظلم واستحصال، لوٹ مار، جنگ و جدل وغیرہ کو انہوں نے اپنے فکشن میں بہادری اور زندہ دلی سے پیش کیا ہے۔یہی نکتہ انہیں اُردو کے اہم اور بڑے فنکاروں میں شامل کرتاہے۔

حوالہ جات

1. اسلم جمشید پوری ، ڈاکٹر ، اُردو افسانہ تعبیر و تنقید،دہلی،موڈرن پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۶ ء،ص: ۱۷۲، ۱۷۳
2. مشرف عالم ذوقی، صدی کو الوادع کہتے ہوئے،دہلی،ساشا پبلیکیشنز ،۲۰۰۰ء، ص: ۱۹
3. ایضاً،ص: ۱۷
4. ایضاً،ص:۲۲
5. ایضاً،ص:۲۳
6. مشرف عالم ذوقی،ایک انجانے خوف کی ریہرسل،دہلی،عرشیہ پبلی کیشنز،۲۰۱۱ ء، ص: ۱۷
7. ایضاً،ص:۲۶
8. ایضاً،ص:۲۱
9. ایضاً،ص:۱۸

References in Roman Script:

1. Aslam Jmasheedpuri, Dr.Urdu Afsana Taaber –o- Tanqeed, Dahli, Modern Publshing House ,2006, p.172,173
2. Musharraf Alam Zooqi, Saadi ko Alwada Kehaty Hovay, Sasha Publication, 2000, p.19
3. Ibid, p.17
4. Ibid, p.22

5. Ibid, p.23
6. Musharraf Alam Zooqi, Ak Anjany Khuf ki Riyahsal, Dahli, Arshiya Publication,2011, p.17
7. Ibid, p.26
8. Ibid, p.21
9. Ibid, p.18